نواصب کا خود ساختہ امام "مروان بن حکم" محدثین کی نظر میں اور اس کی روایات بعض کتب حدیث میں کیوں موجود ہیں؟

بعض لوگوں کو یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مروان بن حکم اتنی متنازع شخصیت ہے اور یہ حضرت طلحہ رض کا قاتل اور اہل بیت پر لعن طعن کرنے والا تھا پھر کتب احادیث میں اس سے روایت کیوں لی گئی ہیں؟ .

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مروان کی روایات محدثین نے انفرادی طور پر بطور احتجاج بیان نہیں کی، بلکہ یہ ان روایات میں عارضی راوی ہے، جو مروان کے بغیر بھی دیگر صحیح اسانید سے ثابت ہیں۔

محدثین کا کلام پڑھنے کے بعد یہ حقیقت آشکار ہو جائے گی کہ یہ بطور راوی بھی مقبول نہیں، اس کو صحابی کہنا تو دور کی بات ہے۔

(1) چنانچہ، محدث امام ابن حبان (۳۵۴ھ) اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

قال أبو حاتم رضي الله عنه : عائذ بالله أن نحتج بخبر رواه مروان بن الحكم وذووه في شيء من كتبنا لأنا لا نستحل الاحتجاج بغير الصحيح من سائر الأخبار وإن وافق ذلك مذهبنا ولا نعتمد من المذاهب إلا على المنتزع من الآثار وإن خالف ذلك قول أئمتنا

ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، کہ ہم اپنی کتابوں میں کسی بھی چیز میں ایسی خبر سے حجت پکڑیں، جو مروان بن حکم یا اس جیسے لوگوں نے روایت کی ہوں۔ کیونکہ ہم اس چیز کو جائز نہیں سمجھتے کہ غیر مستند روایات سے حجت پکڑی جائے، چاہے وہ ہمارے مذہب کے موافق ہی کیوں نہ ہو۔ اور مذاہب میں سے ہم صرف انہی روایات اعتماد کریں گے جو صحیح ہو، اگرچہ وہ ہمارے ائمہ کے قول کے خلاف کیوں نہ ہو۔

(صحیح ابن حبان 1112)

مزید انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ مذکورہ روایت میں عورہ بن زبیر نے بلاواسطہ بسرہ سے خود سنی ہے، لہذا مروان بن حکم کا اس روایت میں وجود اور عدم وجود برابر ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ سے ثابت ہو گیا کہ "مراون بن حکم" کی محدثین کے نزدیک کیا حیثیت ہے، وہ تو احتجاج تو دور بلکہ اللہ کی پناہ مانگتے ہیں مروان جیسوں سے۔

(2) امام ابن خزیمہ (۳۱۱ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال أبو بكر : وبقول الشافعي أقول لأن عروة قد سمع خبر بسرة منها لا كما توهم بعض علمائنا أن الخبر واه لطعنه في مروان

اور امام شافعی کے قول کے مطابق ہی میں کہتا ہوں کہ عروہ نے یہ حدیث خود بسرہ سے سنی ہے (مروان کے بغیر)، نہ کہ جیسے بعض ہمارے علماء کو یہ وہم ہوا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے مروان بن حکم پر ان کی جرح کی وجہ سے۔

(صحیح ابن خزیمہ 34)

یعنی محدثین کے نزدیک مروان مجروح راوی ہے، اس کا دفاع تو دور بلکہ محدثین یہی ل بیان کر رہے ہیں کہ عروہ نے یہ روایت بسرہ سے سنی ہے، لہٰذا مروان پر اعتماد ہی نہیں کسی کا۔

(3) امام حاکم (۴۰۵ھ) رحمہ اللہ اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حفاظ کی اکثریت نے یہ حدیث عورہ سے بذریعہ بسرہ بیان کی بغیر مروان بن حکم کے اور فرمایا:

فظن جماعة ممن لم ينعم النظر في هذا الاختلاف ان الخبر واه لطعن أئمة الحديث على مروان

اور محدثین کی ایک جماعت جن کی اس اختلاف پر گہری نظر نہیں یہ سمجھ لیا کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مروان بن حکم پر ائمہ حدیث کی جرح پائی جاتی ہے۔

(مستدرک 474)

(4) علامہ ابن وزیر یمانی (۸۴۰ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واعلم أنه لايصح الاعتراض على المحدثين حتى يعلم أنهم رووا عن مروان حديثا في الحلال والحرام وحكموا بصحته ولا طريق له عن سواه لا في الكتب الستة ولا غيرها

اور جان لو محدثین پر یہ اعتراض درست نہیں جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ انہوں نے مروان بن حکم سے حلال اور حرام میں کوئی حدیث بیان کی ہو اور اس پر صحت کا حکم صادر کیا ہو، اور اس حدیث کا اس کے علاوہ کوئی دوسرا طرق نہ ہو کتب ستہ اور دیگر کتب احادیث میں۔

(الروض الباسم ۱/۶۷)

(5) علامہ معلمی (۱۳۸۶ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وأما مروان فمن تتبع أحاديثه الثابتة عنه علم أن البخاري لم يبن شيئاً من الدين على رواية تفرد بها لفظاً ومعنى

اور رہا مروان تو جو اس کی ان احادیث کا تتبع کرے گا جو اس سے ثابت ہیں، وہ جان لے گا کہ امام بخاری نے اس سے دین کے معاملے میں کوئی ایسی لفظی یا معنوی روایت بیان نہیں کی جس میں وہ منفرد ہو۔

مزید فرمایا:

اعتبر البخاري أحاديث مروان فوجدها مستقيمة معروفة لها متابعات وشواهد، ووجد أن أهل عصر مروان كانوا يثقون بصدقة في الحديث، حتى روى عن سهل بن سعد الساعدي وهو صحابي، وروى عنه زين العابدين على بن الحسين بن علي بن أبي طالب. بقي عدالته في سيرته فلعل البخاري لم يثبت عنده ما يقطع بأن مروان ارتكب ما يخل بها غير متأول، وعلى كل حال فلا وجه للتشنيع إذ ليست المفسدة في الرواية عمن تذم حاله في الصحيح ما دام المروي ثابتاً من طريق غيره، ألا ترى أنه لو وقع في سند إلى بعض ثقات التابعين أنه سمع يهودياً يقول لعلي بن أبي طالب سمعت نبيكم يقول كيت وكيت. فقال علي: وأنا سمعته يقول ذلك: لصح إثبات هذا الخبر في الصحيح وإن كان فيه صورة الرواية عن يهودي؟ فما بالك بمروان، مع أن روايته لا تخلوا من تقوية لرواية غيره لأنه على كل حال مسلم قد عرف تحرية الصدق في الحديث

اور امام بخاری نے مروان کی انہی روایات کا اعتبار کیا ہے جن کو انہوں نے صحیح پایا اور ان کے (صحیح) شواہد اور متابعات موجود ہیں۔ اور انہوں نے مروان کے معاصرین کو اس کو حدیث میں سچا شمار کرتے ہوئے پایا، حتی کہ سہل بن سعد نے اس روایت کی جو صحابی تھے اور زین العابدین نے بھی ان سے روایت بیان کی۔ رہی بات سیرت میں ان کی عدالت کی تو شاید امام بخاری کے نزدیک قطعی دلیل سے یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ مروان نے بلا تاویل ایسے امور کا ارتکاب کیا جو عدالت میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ اور ہر حال میں (صحیح بخاری) پر طعن و تشنیع نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ جن راویوں پر جرح موجود ہے تو صحیح بخاری کی روایات میں یہ خرابی کا سبب نہیں بنتے جب تلک یہ روایات دیگر اسانید (اور ثقہ راویوں) سے صحیح ثابت مروی ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بعض ثقہ تابعین کی سند سے جو یہودی سے مروی ہے کہ اس نے سیدنا علی رض سے کہا کہ ہم نے آپ کے نبی کو یہ یہ کہتے ہوئے سنا۔ تو سیدنا علی نے جواب دیا: میں نے بھی نبی علیہ سلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

تو کیا ایسی روایت کا اثبات درست ہو گا صحاح میں جس کی سند میں بظاہر یہودی ہے، تو پھر مروان کی خبر میں کیا مسئلہ ہے؟ جب کہ مروان کی تمام روایات اس بات سے خالی نہیں کہ اس کی تقویت میں دیگر اسانید سے مروی روایات موجود ہیں، بہر کیف وہ ہر حال میں مسلمان تھا، اور اس کی حدیث میں سچائی معلوم ہو چکی ہے۔ (یعنی یہ ایسا ہی ہے جیسے بعض خوارج صحابہ کو کافر کہتے تھے لیکن جھوٹ نہیں بولتے تھے، لیکن پھر بھی امام بخاری نے اس پر بطور احتجاج اعتمد نہیں کیا، صرف عارضی طور پر اس کو بطور راوی ذکر کیا ہے، اور یہ تمام روایات دیگر طرق سے ثابت ہیں)۔

(الأنوار الکاشفة 229/1)

(6)امام ذہبی(۷۴۸ھ)فرماتے ہیں:

ولہ أعمال موبقة. نسأل الله السلامة، رمى طلحة بسهم وفعل وفعل.

اس کے اعمال کبیرہ گناہ والے تھے، ہم اللہ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں، اس نے حضرت طلحہ رض کا تیر سے نشانہ لگایا، اور جو کچھ کیا وہ کیا۔

(میزان الاعتدال 89/4)

دوسری جگہ فرمایا کہ طلحہ رض کو مروان نے شہید کیا اور کہا:

قلت: قاتل طلحة في الوزر، بمنزلة قاتل علي

طلحہ رض کا قاتل گناہ میں، حضرت علی رض کے قاتل جتنا گناہگار ہے۔

(سیر إعلام النبلاء ج 1/ص36)

(7)امام ابن حزم(۴۵۶ھ)فرماتے ہیں:

مروان بن الحكم أول من شق عصا المسلمين بلا تأويل ولا شبهة وقتل النعمان بن بشير أول مولود في الإسلام وخرج على ابن الزبير بعد أن بايعه بالطاعة

مروان بن حکم وہ پہلا شخص تھا، جس نے مسلمانوں کے دھڑے کو توڑا بغیر کسی تاویل اور شبہ کے، اور صحابی نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) کو قتل کیا جو اسلام میں سے سب سے پہلے پیدا ہونے والے شخص تھے۔ اور ابن زبیر (رضی اللہ عنہ) کے خلاف خروج کیا ان کی اطاعت کی بیعت کرنے کے بعد۔

(رسائل ۱۴۱/۲)

(تحریر: محمد کاشف خان 2020/9/15)